فوٹو اور اسٹیچو کی حرمت
لذاتہ ھے یا لغیرہ

مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے

(مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم اپنی کتاب '' **ذکر آزاد** " میں لکھتے ھیں :—
''ایک دن عرض کیا کہ '' تذکرہ '' کے دیباچے میں فضل الدین احمد نے لکھا ھے کہ آپ تصویر اتروانا درست نہیں سمجھتے ۔ فرمایا ھاں - اس وقت ذھن اس بارے میں صاف نہ تھا - بعد میں ایک مستفتی کے جواب میں فوٹو اور اسٹیچو کے معاملے پر میں نے کچھ لکھا تھا ' اس کا مسودہ غالباً میرے اٹاچی کیس میں پڑا ھے - آپ کو دے دوں گا - دوسرے دن وہ تحریر میرے حوالے کردی، در اصل فتویٰ ھے - نیچے نقل کرتا ھوں) -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حبی فی اللہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

والانامہ پہنچا- تاخیر کے لئے خواستگار معافی ھوں ۔ آپ نے جواز و عدم جواز فوٹو کی نسبت دریافت فرمایا ھے ۔ یہ مسئلہ تفصیل طلب ھے ۔ سر دست چند اشارات پر اکتفا فرمائیے اور انشاء اللہ آپ کے لئے اشارات ھی مطلوب [ھیں]-

یہ کہنا ضروری نہیں کہ ھر امر و نہی شرعی کسی نہ کسی علت پر مبنی اور بنیاد کار جلب مصالح و دفع مفاسد (ھے) - کچھ باتیں ایسی ھوتی ھیں کہ بذاتہ مضر و مفسد (ھوتی ھیں)، اور کچھ ایسی ھوتی ھیں کہ گو بذاتہ نہیں مگر مفاسد کے لئے مقدمات و وسائل کا کام دیتی ھیں - شارع کا فرض ھے کہ وہ جس طرح مفاسد کو روکے ، اسی طرح مقدمات و وسائل کو بھی روکے کہ کسی نہ کسی وقت مفاسد تک منجر ھوں گی ۔ فقہاء نے اسی لئے محرکات لغیرہ کی اصطلاح قائم کی ھے، اور آپ کو اس کی تفصیل معلوم ھے -

یہ بھی واضح رھے کہ انسان کی تباھی و ھلاکت کا اصلی مرض مفاسد کا عشق نہیں ھے بلکہ وسائل و مقدمات کا فریب ھے ۔ دنیا میں ھمیشہ مفاسد کے قیام و دوام کا ذریعہ وسائل و مقدمات ھی ھوتے ھیں ۔ مفاسد صریحہ سے نفرت،

خود طبیعت انسانی میں موجود ہے ' اسی لئے کوئی قوم کسی فساد صریح و حقیقی کو باسم و شکل فساد یکایک قبول نہیں کرسکتی - یہ وسائل و مقدمات ہی ہیں جو بوجہ عدم مضرت بالفعل شائع ہوجاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ مفاسد قطعیہ و اصلیہ تک منجر ہوتے ہیں - شرک و بت پرستی ، قتل اولاد، انسانی قربانی، غلامی، جنگ و قتال بغیر حق وغیرہ تمام مفاسد و خبائث کے شیوع کی تاریخ پر غور کیجئے، ان سب کی ابتدا مقدمات و وسائل ہی سے ہوئی ہے -

اسلام سے پہلے جن شرائع کا ظہور ہوا، ان سب نے اپنی تمام توجہ محض مفاسد کے دفع و منع میں محدود رکھی - وسائل و مقدمات مفاسد سے چنداں تعرض نہیں کیا - اس کا سبب یہ تھا کہ ان کا عہد، ابتدائی عہد تھا - اور سلسلۂ ارتقاء مذہب کی وہ ابتدائی کڑیاں تھیں، جو بتدریج حسب استعداد امم ظاہر ہوتی رہیں - اس وقت اقوام کی استعداد یہاں تک نہیں پہنچی تھی کہ منع وسائل کے نازک و دقیق احکام کی متحمل ہوسکیں - ان کی کوتاہی نظر و حداثۃ فکر کا تو یہ حال تھا کہ صریح بت پرستی سے بچنے کا صاف و واضح حکم بھی بار خاطر ہوتا تھا - مصر سے نکلتے ہی بنی اسرائیل نے فرمائش کردی تھی- **اجعل لنا اِلٰهاً کما لهم الهة قال اِنکم قوم تجهلون**- (مصر والوں کے جیسے دیوتا ہیں، ویسا ہی ایک دیوتا ہمارے لئے بھی بنادو) - لیکن جب وقت آگیا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** " - (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور اسلام کو تمہارے لئے دین پسند کرلیا) اور اسلام کا ظہور ہوا تو ضروری ہوا کہ آئندہ کے لئے مفاسد کا قطعی سدباب کردیا جائے اور ان تمام سوراخوں کو بند کردیا جائے -

جہاں جہاں سے شر و فساد کو ابھرنے کے لئے راہیں ملتی رہی ہیں- تمام شرائع کا اساس اساس اور اصلاح عالم کی اصل بنیاد عقیدۂ توحید خالص اور منع شرک و ماسوی اللہ پرستی ہے - آغاز ظہور ہدایت سے اسی کی تبلیغ ہوتی رہی اور تمام انبیاء و رسل اسی کے قیام و اعلان کے لئے آئے - لیکن اب تک جو کچھ

ہوا تھا، وہ صرف اسی قدر تھا کہ شرک صریح سے روکا گیا تھا - وسائل و ذرائع شرک کے سدباب کا کچھ انتظام نہیں ہوا تھا، اور اسی وجہ سے تمام پیروان رسل توحید سے آشنا ہوکر پھر دوبارہ شرک و اصنام پرستی میں مبتلا ہوگئے تھے - پس اسلام نے تکمیل شریعت کے کام کو یوں پورا کیا کہ پہلوں کی طرح صرف بت پرستی اور شرک صریح ھی سے نہیں روکا بلکہ ان تمام عقائد و اعمال کو جرم و معصیت قرار دیا ' جو کسی نہ کسی رنگ میں وسائل و مقدمات شرک ہو سکتے ہیں، اور گو ان میں فی نفسہ کوئی مضرت نہیں ہے ، لیکن و سیلہ و مقدمہ مضرات و مفاسد ضرور ہیں ، اسلام کی حقیقت بینی نے اعمال انسانیہ کو صرف اسی نظر سے نہیں دیکھا کہ ان میں مضرت بالفعل ہے یا نہیں؟ بلکہ ہمیشہ اس پر نظر رکھی کہ وہ موصل الی الفساد تو نہیں ہیں ؟ اور دنیا اپنی اصلاح آخری کے لئے صرف اسی نظر کی منتظر تھی -

جب یہ حقیقت آپ کے سامنے آگئی' تو اب آپ دیکھیں گے کہ بہت سے امور ایسے ہیں' جن میں فی نفسہ شرک و فساد کو کوئی دخل نہیں ' لیکن شارع سے ان کی نسبت نہی منقول ہے اور علت نہی کی یہی ہے کہ بزرگوں اور پیشواؤں کی تعظیم میں فی نفسہ کوئی برائی نہ تھی - لیکن یہی تعظیم مفرط ہے جو پہلوؤں کے لئے وسیلہ ہوئی ہے - لہذا قیام تعظیمی سے روک دیا کہ '' لا تقوموا کالاعاجم '' بادشاہوں اور بزرگوں کے آگے زمین بوس کورنش بجا لاتے تھے' اور مقصود بجز احترام کے کچھ اور نہ تھا' مگر شارع نے سجدہ تحیہ کو بھی روک دیا - قیس بن سعد نے جب کہا کہ '' اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم، فانت احق بان یسجدلک فقال لا تفعلوا '' زیارت قبور میں فی نفسہ کیا مضرت ہے - بلکہ وہ ذریعہ' عبرت' دفع غفلت ہے - مگر زوارات قبور پر لعنت بھیجی اور ابتدا میں بالعموم روک دیا، جیسا کہ حدیث بخاری ''کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور'' ہے رسول کی محبت و طاعت عین طاعت و محبت حق ہے اور خود قرآن ناطق ہے کہ رسول اللہ کی تعظیم و تکریم میں غفلت نہ کرو '' تعزروہ و توقروہ '' اور '' لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' اور '' ان الذین ینادونک من وراء الحجرات '' اور النبی اولی بالمومنین الخ اور

حدیث عمر کہ لا یوسن احدکم الخ - بابن ہمہ فرمایا کہ " لا تطرونی " اور حدیث انس کہ " انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی، انا محمد بن عبداللہ " الخ - آنحضرت صلعم کے سید اخلاق؟ و امم ہونے میں کیا شک ہے، اور اس تمام کرۂ ارضی میں بجز اس وجود کے کون ہے جس کو سیادت عالم پہنچتی ہو ؟ بایں ہمہ جب وفد بنی عامر آیا اور لوگوں نے کہا کہ " انت سیدنا " تو آپ نے فرمایا " السیداللہ " اور "قولوا قولکم او بعض قولکم" - انبیاء میں ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے " فضلنا بعضہم علی بعض " اور خیرالامم اور آخر الادیان کے داعی کے افضل الرسل ہونے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے - تاہم فرمایا کہ " لا تفضلونی علی یونس بن متی " الخ - اور ان تمام باتوں سے مقصود یہی تھا کہ گوفی نفسہ ان امور میں کوئی فساد نہیں بلکہ بعض بحالت صحت نیت و فکر و جمع شروط ، مستحن و ماموربہ ہیں - لیکن آگے چل کر یہی چیزیں وسیلۂ شرک و فساد ہوجاتی ہیں اور پچھلی قوموں نے اسی تعظیم و مدح و اطراء کے غلو سے انبیاء کو اللہ کا شریک ٹھرادیا ہے اسی طرح منع حلف بغیراللہ پر غور کیجئے کہ " لاتحلفوا بالطواغی ولا بابائکم " کہ حدیث مسلم ہے اور حدیث حذیفہ کہ " لا تقولوا ماشاء اللہ و شاء فلان، و لکن قولوا ماشا اللہ ثم شاء فلان (ای لما فیہ من التسویۃ بین اللہ و بین عبادہ) " اور روایت قتیلہ مندرجہ نسائی کہ اعتراض یہود کے بعد کعبہ کی قسم سے روکنا اور فرمانا " قولوا و رب الکعبۃ " اور اسی طرح حکم " لا یقولن احدکم عبدی و امتی و لکن یقل غلامی و جاریتی " الخ بھی اسی علت پر مبنی ہے ' کہ اس قسم کی نسبتیں انسانوں کو " اربابا من دون اللہ " بنادیا کرتی ہیں - حدیث تابیر نخل بھی اس پر شاہد ہے کہ مخالفت کی بنیاد یہی علت تھی اور یہ جو مداحین کی مذمت کی اور تمدیح و توصیف سے روکا ، تو اس کا سبب بھی بجز اس کے کچھ نہ تھا -

اب اصل مسئلے پر غور کیجئے - تصویر و تماثیل کا مسئلہ بھی دراصل اسی سلسلے میں داخل ہے - اسلام کے ظہور کے وقت آلات و وسائل بت پرستی و شرک میں سے ایک موثر ترین آلہ فن مصوری و تماثیل سازی بھی تھا -

دنیا کی تمام بت پرست قوموں نے جب بت پرستی کی ابتدائی منزلوں سے ترقی کی - (یعنی ان ابتدائی منزلوں سے جبکہ محض غیر مصنوع مظاہر فطرت کی پرستش کی جاتی تھی) تو یہی چیز (مصوری) آلہ' بت پرستی بنی اور جب آپ مصوری کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بت پرستی ہی کی وجہ سے یہ فن دنیا میں شائع و مقبول ہوا - مصوری میں ایک چیز تو خطی ہے اور ایک تجسم و تمثل ہے - یعنی یا تو کپڑوں پر تصویر بنائی جاتی تھی اور یا پتھر اور مٹی کے مجسمے اور بت بنائے جاتے تھے - لیکن اس عہد میں یہ دونوں طریقے صرف بت پرستی اور اس کے اقسام و وسائل کے لئے مخصوص تھے - جس قدر تصویریں کھینچی جاتی تھیں اور مجسموں کی شکل میں بنائی جاتی تھیں، سب کی سب یا ان دیوتاؤں یا اوتاروں کی ہوتی تھیں جن کی پرستش کی جاتی تھی - یا قومی پیشواؤں اور مقدس و محترم انسانوں کی، جن کو مثل دیوتاؤں کے پوجا جاتا تھا - یا کم سے کم ان کی تصریروں کو تعظیم و تکریم سے رکھنا اور دیکھنا موجب برکت و سعادت سمجھا جاتا تھا کہ یہ بھی "یقربونا الی اللہ زلفی" میں داخل ہے - دجلہ و فرات کے کناروں کی تمام متمدن آبادیاں (بابل وغیرہ) میں فن تصویر کو بت پرستی میں سے ترقی ہوئی- یونان اور روم کی بت پرستی نے مجسمہ سازی کو منتہائے ترقی تک پہنچا دیا - ایران کے کھنڈر، مصریوں کے قدیم آثار اور ہندستان کی زندہ بت پرستی، ان سب کے اندر اس فن کا آلہ' بت پرستی ہونا دیکھا جا سکتا ہے - عیسائیوں نے حضرت مریم اور حضرت مسیح کے بت بنا کر گرجوں میں سجائے اور ان کی تصویروں کو تبرک و سعادت کے لئے اپنے گھروں کے اونچے طاقوں میں رکھا - رومن کیتھولک چرچ اب تک یہی کر رہا ہے- عرب جاہلیت نے حضرت ابراہیم و اسماعیل کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا - غرضیکہ ظہور اسلام کے وقت فن مصوری صرف بت پرستی کا ایک آلہ تھا اور اس کے سوا اس سے اور کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا -

علاوہ بریں غور کیجئے تو فن مصوری ویسے بھی بہر حال وسیلہ اصنام پرستی ہے - انسان کو قدرتی طور پر خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اپنے بزرگوں

اور محبوبوں سے جدا ہونے کے بعد ان کی تصویروں کے نظارے سے اپنے جی کو تسلی دے - پھر رفتہ رفتہ اس میں تبرک و تقدس کا خیال شامل ہوجاتا ہے - تبرک و تقدس کا اعتقاد پرستش تک پہنچتا ہے - اور اس کے بعد وہی حال ہو جاتا ہے ، جو قوم نوح کا ہوا تھا کہ " **قالوا لا تذرن الھتکم ولا تذن ودا ولا سواعا ولا یغوث و یعوق و نسراً** " (خبردار اپنے دیوتاؤں سے دست بردار نہ ہونا، نہ ود سے نہ سواع سے، نہ یغوث و یعوق اور نسر سے) - حضرت ابن عباس نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ سراع اور یغوث ان کے قومی پیشوا تھے - تعظیم و احترام و یاد آوری و تذکار کے لئے ان کے بت بنائے گئے تھے- رفتہ رفتہ ان کو دیوتا سمجھ کر پرستش کرنے لگے -

ایسی حالت میں ناگزیر تھا کہ اس سب سے بڑے موثر و عامل وسیلہ و مقدمہ شرک کا انسداد کیا جائے اور یہی سبب ہے کہ شارع نے نہایت سختی کے ساتھ مصوروں اور تصویروں کی مذمت کی - ان کو لعن و غضب کا مورد قرار دیا اور ان گھروں کو سعادت و برکت سے محروم بتلایا ،جس میں پرستش کے صور و اصنام موجود ہوں اور امید ہے کہ وہ تمام احادیث آپ کے پیش نظر ہوں گی-

پس تصویر و تماثیل کی ممانعت کو بھی اس سلسلے میں لانا چاہئے جس سلسلے میں تمام ایسی چیزوں کو روک دیا گیا ہے - جو گو خود کوئی برائی نہیں رکھتیں، لیکن برائیوں کا وسیلہ و مقدمہ ہیں - جس طرح قیام تعظیمی سے روکا، جس طرح عورتوں کو زیارت قبور سے روکا اور جس طرح مداحوں کی نسبت وعید آئی، ٹھیک اسی طرح تصویر سازی کو بھی ممنوع قرار دیا - فی نفسه تصویر بنانے میں کوئی مضرت نہیں ہے - یہ بھی ایک شکل خطی ہے ، جس طرح صور الفاظ و معانی ، اشکال خطیہ میں ظاہر ہوتے ہیں ، لیکن چونکہ یہ ایک قوی و عام تر وسیلہ اصنام پرستی ثابت ہوئی ہے، اس لئے سدباب شرک و بت پرستی و قیام توحید کامل و خالص و محفوظ کرنے کے لئے ضرور تھا کہ اس کو بھی سختی کے ساتھ روک دیا جائے -

یہاں یہ بات بھی ضمناً آپ پر ظاہر ہوگئی ہوگی کہ اس نہی کی جو تعلیل بعض فقہاء نے کی ہے اور یہ سبب حرمت بیان کیا ہے کہ تصویر بنانے میں

خدائے تعالیٰ کی صفت خالقیت کی نقل اتاری جاتی ہے اور بوجہ اشتراک فعل ایسا کرنا ناجائز ہوا ، تو یہ کسی طرح درست نہیں ۔ اگر مصوری کی ممانعت میں فقہ یہی ہے تو کون سی وجہ ہے کہ یہی فقہاء غیر حیوانات کی تصویروں کو ناجائز نہیں قرار دیتے؟ کیا صرف انسان و حیوان ہی اللہ کی خالقیت کا ظہور ہیں؟ درخت اور پہاڑ اس کے پیدا کئے ہوئے نہیں ہیں ۔ اگر یہ تمام کائنات اس کی مخلوق ہے، تو جس طرح ایک حیوان کی شکل بنانے سے خدا کی خالقیت کی نقالی ہوتی ہے، اسی طرح ایک درخت کے بنانے سے بھی اور ایک پہاڑ کے نقشے سے بھی ۔ یہ کہنا کہ حیوانات میں روح ہے اور ان میں نہیں ۔ بالکل فضول ہے ۔ کیونکہ اول تو اشتراک تخلیق وجود و جسم میں ہے نہ کہ روح میں، مصور جسم کی تصویر کھینچتا ہے نہ کہ روح کی اور جسم جیسا انسان کا ہے ویسا ہی پتھر کا اور ثانیاً یہ کون کہتا ہے کہ نباتات میں روح نہیں ہے قرآن حکیم نے جابجا ارواح نباتیہ کی خبر دی ہے اور علم بھی اس کی تصدیق کر چکا ہے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کو بعض احادیث و آثار صحابہ سے دھوکا ہوا ہے ، جن میں مصورین سے مطالبہ نفخ روح کا ذکر ہے ۔ حالانکہ ان کا مطلب دوسرا ہے ۔ چونکہ مصوروں سے مقصود وہ مصور تھے، جو پرستش کے لئے تصویریں اور بت بنایا کرتے تھے ۔ اس لئے فرمایا کہ ان سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اگر واقعی یہ اصنام و صور تمہارے لئے وسیلہ رزق و رفع حوائج و دفع مشکلات تھے اور صاحب ارادہ و قوت و صفات الوہیت ، تو جہاں تم نے ان کے جسم بنائے ہیں، وہاں ان میں روح بھی پیدا کرو ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا ایک بے جان صورت مستحق عبادت و پرستش ہوسکتی ہے؟۔ پس ان روایات میں مطالبہ نفخ روح کی اصل علت بھی وہی پرستش و شرک ہے نہ کہ تسویہ تخلیق ۔

ممکن ہے کہ ان فقہاء کو یہ خیال بخاری ومسلم کی روایت ابو ہریرہ سے ہوا ہو، جس کے الفاظ غالباً یہ ہیں کہ ''سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ و من اظلم ممن ذهب یخلق کخلقی فیخلقوا ذرة او لیخلقوا حبة او شعیرة '' الخ ۔ لیکن اس حدیث سے بھی علت وہ نہیں نکلتی، جو

ان فقہاء نے سمجھی ہے - اصلی علت وہی شرک و پرستش طواغیت ہے -

چنانچہ شاہ ولی اللہ نے بھی اصلی علت منع تصاویر کی یہی قرار دی ہے - حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں :-

'' و منها صناعة التصاوير في الثياب و الجدران و الانماط فنهى عنها النبي صلعم و مدار النهي شيئان احدهما انها احد وجوه الارفاه و الزينة فانهم كانوا يتفاخرون بها و يبذلون اموالاً خطيرة فيها ـ فكانت كالحرير و هذا المعنى موجود في صورة الشجر وغيرها و ثانيهما ان المخامرة بالصور و اتخاذها و جريان الرسم بالرغبة فيها يفتح باب جادة الاصنام و ينوه اسرها و يذكرها لاهلها و ما نشأت جادة الاصنام في اكثر الطوائف الا من هذه ـ و هذا المعنى يختص بصورة الحيوان و لذلک امر بقطع راس التماثيل لتصير بهيئة الشجر ... '' الخ - شاہ صاحب نے عموم منع کی علت اسراف و تبذیر و تزئین بے جا و مفرط کو قرار دیا ہے اور صور حیوانات کی نہی کا سبب سدباب شرک و عبادۃ اصنام بتلاتے ہیں - یہ ان کے کمال فقہ کی دلیل ہے -

جب یہ مراتب واضح ہو چکے تو اب اصلی سوال کی جانب توجہ کیجئے جب حرمت تصویر کا مسئلہ بھی ان نواہی میں داخل ہے جو وسیلہ مفاسد ہونے کی وجہ سے ممنوع قرار پائے' تو بلاشبہ اس کے احکام بھی وہی ہوں گے - جو اس قسم کے نواہی کے ثابت ہو چکے ہیں - آپ کو معلوم ہے کہ اس بارے میں شارع کا طریق کار یہ رہا ہے کہ علت حکم کے رفع کے بعد حکم بھی اٹھ گیا ہے' یعنی ان امور کو جن اسباب کی بنا پر روکا جاتا ہے' جب ان میں تغیر ہوجاتا ہے تو اس تغیر کا اثر' نفس حکم پر بھی پڑتا ہے- کیونکہ حکم انہی اسباب کا نتیجہ تھا - مثال میں انہی چیزوں کو دیکھئے ' جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اگر ایک طرف ''لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضها بعضاً'' ہے۔ تو دوسری طرف واقعہ بنی قریظہ میں ''قوموا الی سیدکم '' بھی ہے - اگر آغاز اسلام میں بالعموم زیارت قبور سے روک دیا گیا کہ ''نهیتکم عن زیارۃ القبور'' تو پھر یہ بھی ہے کہ '' زوروها فانها تذکرکم الموت '' - ترمذی میں ہے کہ

" قال رجل یا رسول‌الله الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقه اینحنی له ؟ قال لا ، افیعانقه و یقبله قال لا قال افیاخذہ بیدہ و یصافحه، قال نعم" (ایک شخص نے عرض کیا - یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے دوست یا بھائی سے ملتا ہے، تو اس کے لئے جھکے؟ فرمایا نہیں- عرض کیا اس سے معانقه کرے اور چومے؟ فرمایا نہیں - عرض کیا اس کا ہاتھ تھامے اور مصافحه کرے؟ فرمایا ہاں) - لیکن ساتھ ہی اسی ترمذی کے اسی باب میں حدیث صفوان بن عال بھی ہے کہ : " فقبلوایدیه و رجلیه " اور ابو داؤد میں روایت زارع وفد عبدالقیس ہے کہ " فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و رجله " اور حدیث ابن ماجه عن ابن عمر کہ " قبلنا یدہ " الخ ہے -

اگر ایک موقع پر فرمایا کہ "لا تفضلونی علی یونس بن متی" تو دوسرے موقع پر یہ بھی ہے کہ " لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی " اور " آدم و من دونه تحت لوائی " - وفد بنی عامر کی روایت میں اس سے روکا کہ مجھے "سیدنا" نہ کہو-"السیداللہ" لیکن پھر خود ہی فرمایا "انا سید ولد آدم ولا فخر"- رقی و تمائم کے متعلق کس قدر شدت کے ساتھ نہی آئی ہے - ابو داؤد اور احمد کی روایت ابن مسعود میں ہے کہ " ان الرقی و التمائم و التولة شرک "اور امراۃ عبداللہ بن مسعود کا واقعہ کہ "ان عبداللہ رأی فی عنقی خیطا فقال ما ھذا؟ قلت خیط رقی لی فیه قالت فاخذہ ثم قطعه ثم قال سمعت رسول اللہ الخ " لیکن ساتھ ہی مسلم کی روایت عوف بن مالک کو دیکھئے کہ " اعرضوا علی رقاکم مالم یکن فیه شرک " اور بکثرت احادیث موجود ہیں کہ اس کی اجازت دی اور صحابه نے کیا- واقعه تابیر نخل بھی اسی سلسلے میں داخل ہے : کہ ابتدا میں بخوف شرک روکا، مگر پھر اجازت دے دی اور فرمایا "انتم اعلم باموردنیاکم" اسی طرح وجوہ مداحین کے لئے " احثوا التراب " فرمایا - اور نہایت شدت کے ساتھ خود اپنی مدح و توصیف کے اغراق سے روکا، مگر ساتھ ہی بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، جن میں صحابه کرام کے مدح و توصیف کرنے اور آپ کے سننے اور نه روکنے کا ذکر ہے ۔ اور اس بارے میں صحابه کرام کے استغراق و استهلاک کا قولاً و عملاً جو حال تھا وہ محتاج بیان نہیں - شعرائے

اھل اسلام کی تمدیح و توصیف اور آپ کا تحسین فرمانا معلوم ہے۔ حضرت عمر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ '' لقد بلغ من فضیلتک عنداللہ ان اقسم بتراب قدمیک ۔ فقال لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد ''

بظاھر دیکھئے تو ایک ھی چیز کے متعلق ایک موقع پر نہی ہے اور دوسرے موقع پر نہ صرف جواز بلکہ امر و تحسین ۔ اھل علم نے ان اختلافات احکام پر مختلف پہلوؤں سے بحثیں کی ھیں ۔ مگر فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں ۔ اور اختلاف حکم کی علت اختلاف حالت اور وجود و عدم وجود علت نہی ہے ۔ دنیا میں انسانی پرستش کا ایک بڑا وسیلہ ''یعظم بعضھا بعضاً'' رہا ہے کہ تعظیم مفرط پرستش تک پہنچ گئی ہے ۔ علی الخصوص ایسی حالت میں کہ پیشوایان ملت و ارؤساء دین کی کی جائے۔ اس لئے انسداد شرک کے لئے اس سے روکا۔ مگر '' قوموا الی سیدکم '' کا موقع دوسرا تھا اور تواضع و ادب و مراعات حقوق میں داخل تھا ۔ لھذا خود حکم دیا ۔

دنیا میں فتنہ قبور شرک کا سب سے بڑا ذریعہ رہا ہے ۔ اس لئے زیارت قبور سے روکا گیا، لیکن جب توحید اسلامی دلوں میں راسخ ھوگئی تو '' فزوروھا '' فرما کر حکم دیا کہ اب وسیلہ شرک ھونے کی جگہ تذکرۂ موت و عبرت کا ذریعہ تھا ۔ گذشتہ قوموں کی ایک بڑی ضلالت مرتبہ نبوت و الوھیت کا اختلاط و اتحاد تھا ۔ مسیحی تحریک اسی گمراھی کی بدولت رائگاں گئی ۔ اس لئے شارع نے ھمیشہ اپنی تعظیم مفرط و مدح و اطراء و غلو و اغراق سے روکا ۔ '' لا تطرونی '' اور '' لا تفضلونی '' اور '' السید اللہ '' وغیرہ ارشادات و احکام اسی علت پر مبنی تھے۔ لیکن جن جن مواقع میں یہ علت نہی باقی نہ رہی، وھاں منع و نہی کا بھی وجود نہ رہا اور کبھی '' انا سید ولد آدم '' فرمایا اور کبھی '' آدم و من دونہ تحت لوائی '' اور کبھی '' ولو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی '' اور مرتبہ شناسان رسالت نے بھی جو کچھ کہا، اس کو سمع رضا و استحسان کے ساتھ قبول فرمایا ۔ و لنعم ما قیل :

ما شئت قل فیہ فانت مصدق

فالحب یقضی والمحاسن تشھد

پس یہ حالت دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ تصویر کا معاملہ بھی اس سلسلے میں داخل ہے - دراصل علت انہی شرک و اصنام پرستی تھی - اگر یہ علت باقی نہ رہے تو کیوں تصویر ممنوع ہو ؟ اگر زیارت قبور (جو وسیلہ مفاسد ہونے کے لحاظ سے کم از تصویر نہیں) بحالت تذکرہ موت و رفع خوف شرک جائز ہوگئی اور اس طرح اور بہت سی چیزیں ، تو بحالت عدم خوف پرستش و باغراض مستحسنہ علمیہ و اخلاقیہ تصویر کشی کیوں جائز نہ ہو -

---

ادارہ تحقیقات اسلامی کی ایک پیش کش

مجموعۂ قوانین اسلام

جلد اول

مؤلف : تنزیل الرحمن (ایڈوکیٹ)

اسلامی قوانین کی تدوین جدید کی طرف ایک اہم قدم
ایک خاص انداز میں خاص تصنیف

صفحات : ۳۴۸ قیمت : دس روپے